ہمارے علمی ورثے کی بربادی*

احمد خان

مسلمانوں نے آنحضور صلعم کی حیات ہی میں کتاب سازی (Book Production) کی طرف دھیان دینا شروع کردیا تھا۔ عبداللہ بن عمرو آنحضور کے منہ سے نکلی ہوئی تقریباً ہر بات لکھ لیا کرتے تھے[1]۔ احادیث کے بعد اخبار اور تاریخ نویسی کی طرف بھی توجہ مبذول ہوگئی، حتی کہ ابتدائی دو ہی صدیوں میں مسلمانوں کے پاس اس قدر لٹریچر موجود تھا کہ اس کی خرید و فروخت کا کام باقائدہ طور پر شروع ہوچکا تھا۔ قرآن و حدیث سے مسلمانوں کا شغف خصوصی تھا۔ ان کی تفہیم اور تعلیم کے لئے بے شمار کتابیں معرض وجود میں آئیں۔ تیسری چوتھی صدی ھجری کے آخر تک مسلمانوں نے اپنے وقت کی تمام اقوام کے مجموعی ادب سے زیادہ لٹریچر پیدا کر لیا تھا۔ سو سو جلدوں پر مشتمل کتابیں لکھنے والے اکناف عالم میں پھیل کر نہ صرف جہالت دور کررہے تھے بلکہ لوگوں کے دلوں میں حصول علم کی نئی لگن بھی لگا رہے تھے۔ اس طرح مسلمانوں کا ادب کئی گنا بڑھ گیا۔ مدرسے بنے، کتب خانے قائم ہوئے جن کی بدولت کتابوں کو مزید فروغ حاصل ہوا۔ چھٹی صدی ھجری تک دنیا کا نصف سے زیادہ حصہ مسلمانوں کی کتابوں کے زیر اثر تھا، مگر۔ع

لکل شیئی اذا ما تم نقصان

اس قدر بڑے علمی ورثے پر جب زوال آیا تو اپنوں اور بیگانوں سبھوں نے مل کر اسے نقصان پہنچایا۔ مشرق میں تاتاریوں کے حملوں نے ایران اور عرب

---

* یہ مقالہ اسلام آباد یونیورسٹی کی ہسٹری کانفرنس میں ۸ اپریل ۱۹۷۳ء کو پڑھا گیا۔

۱۔ ابن عبدالبر: جامع بیان العلم و فضلہ و ما ینبغی فی روایتہ و حملہ. ط القاہرہ، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، بدون تاریخ۔ ج ۱ ص ۷۱۔

کے ان خزائن کو نہ صرف لوٹا کھسوٹا بلکہ تباہی کی انتہاء تک پہنچا دیا۔ کتابیں پھاڑیں، دریا برد کیں اور اس پر بھی غصہ کم نہ ہوا تو نذر آتش کر دیں۔ بغداد کی تباہی میں سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کے علمی ورثے کو پہنچا۔ اس کے بارے میں موسیو لیبان، قطب‌الدین الحلبی (متوفی ۷۳۵ھ) کے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ان شائقین علوم و فنون (یعنی مسلمانوں) نے اس واقعہ سے پہلے اس قدر علمی ذخیرہ جمع کر رکھا تھا کہ جس وقت مغلوں نے کتابوں کو دجلہ میں ڈال دیا تو ان کے آپس میں مل جانے سے ایک پل تیار ہوگیا جس پر سے سوار و پیدل بخوبی گذر سکتے تھے، اور دریا کا پانی بالکل سیاہ ہو گیا تھا۲۔

اس شہر میں بے شمار کتب خانے، وراقین کے بازار اور ذاتی ذخیرہ ہائے کتب تھے جو سقوط بغداد کے وقت ملیا میٹ ہوگئے۔

اسی طرح صلیبی جنگوں میں بھی مسلمانوں کو جہاں اور کئی قسم کے نقصان پہنچائے ہیں وہاں ان کے علمی ورثے کو بھی برباد کیا۔ طرابلس شام میں بنو عمار (ابتدائے حکومت ۴۰۵ھ) کے کتب خانے کی تباہی پر بتنا بھی کف افسوس ملا جائے کم ہے۔ یہ کتب خانہ اپنی وسعت و عظمت کی وجہ سے دارالعلم کہلاتا تھا۔ ابن الفرات نے اس واقعے کو اپنی کتاب میں بیان کیا ہے جو مختصر طور پر یوں ہے:

"اس واقعے (بربادئی دارالعلم) نے والئی طرابلس کے ہوش و حواس کھو دئے۔ جب وہ ہوش میں آیا تو وہ رو رو کر مجھ سے کہنے لگا: واللہ اس سانحے سے جس قدر کتبخانے کی بربادی کا افسوس ہے اس سے زیادہ کسی اور چیز کا

۲۔ موسیو لیبان: تمدن عرب۔ اردو ترجمہ از سید علی بلگرامی۔ آگرہ، مفید عام پریس، ۱۸۹۸ء۔ ص ۱۴۵۔ ابن خلدون: کتاب العبر و دیوان المبتدا والخبر۔ ط مطبعۃ المنیریۃ ببولاق، ۱۲۸۴ھ۔ ج ۴ ص ۳۲۵۔ ابن تغری بردی: النجوم الزاهرۃ۔ ط دارالکتب المصریۃ، ۱۹۳۸ء۔ ج ۵ ص ۱۵۰۔

تھیں ۔ اس میں ایک لاکھ تیس ہزار کتابیں تھیں ۔ یہ تمام ذخیرہ کتب علم دین، قرآن و حدیث اور ادب پر مشتمل تھا ۔ جس میں سے پچاس ہزار قرآن کے نسخے اور بیس ہزار تفسیریں تھیں ۔ یہ کتب خانہ عجائبات عالم میں سے تھا ۔ بنو عمار اس سے خاص دلچسپی رکھتے تھے ۔ اس میں ایک سو اسی ملازم صرف کتابت کے لئے مقرر تھے جن میں سے تیس ملازم رات ہو یا دن ہر وقت کتب خانے میں موجود رہتے تھے ۔ اطراف ملک میں اس کتب خانے کی طرف سے اپنے اشخاص مقرر تھے، جو نایاب کتابیں خرید کر بھیجتے رہتے تھے ۔ اس لئے بنو عمار کے زمانے میں طرابلس دارالعلم کی حیثیت رکھتا تھا ۔

جب طرابلس پر فرنگیوں نے قبضہ کیا تو انھوں نے اس نایاب کتب خانے کو جلا کر خاکستر کردیا ۔ واقعہ یوں پیش آیا کہ چند راہب کتب خانے میں داخل ہوئے ۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ پہلے اس کمرے میں گئے جس میں صرف قرآن پاک کے نسخے تھے ۔ انھوں نے ہاتھ بڑھا کر ایک جلد اٹھائی تو وہ قرآن پاک تھا ۔ دوسری جلد اٹھائی تو وہ بھی قرآن تھا ۔ تیسری جلد نکالی تو وہ بھی قرآن، اس طرح بیس جلدیں یکے بعد دیگرے دیکھی گئیں اور وہ سب قرآن کی جلدیں تھیں ۔ اس پر وہ بول اٹھے : اس گھر میں قرآن ہی قرآن ہے ۔ سب کو جلادو،۳ ۔

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عیسائیوں کو مسلمانوں کے علمی ورثے سے کس قدر عناد تھا ۔ اور باقی شہروں میں بھی انھوں نے کوئی اچھا سلوک نہیں کیا ہوگا ۔

سب سے بڑھ کر وہ تباہی ہے جو اندلس میں آئی ۔ یوں تو مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگیوں اور عیسائیوں کے ساتھ آویزشوں کے سبب اندلس کے

---

۳ ۔ معارف (ماہنامہ اعظم گڑھ) اپریل ۱۹۲۶ء ج ۱۷ ش ۴ ص ۳۰۴ بحوالہ تاریخ ابن الفرات (مخطوطہ) حوادث سن ۵۰۳ھ ۔ اس کتب خانے کی عظمت اور تباہی کے بارے میں مکمل تفصیلات کے لئے دیکھئے : الفکر الاسلامی (بیروت) رجب ۔ رمضان ۱۳۹۲ھ ۔

تلف شہر اجڑتے رہے اور وہاں کے علماء اور علمی خزانے تباہ و برباد ہوتے رہے مگر سقوط غرناطہ کے وقت اندلس سے مسلمانوں کے اخراج کے بعد جو کتابیں نذر آتش ہوئیں ان کے ذکر سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اس واقعے کو اسپینی مستشرق خولیان ریبیرا نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

فرڈی نینڈ اور ازابیلا نے جب مسلمانوں کا آخری قلعہ غرناطہ بھی فتح کرلیا تو مسلمانوں کو حکم دیا کہ جس قدر عربی کتابیں ان کے پاس موجود ہیں وہ محکمۂ احتساب کے سامنے پیش کریں تاکہ ان کی جانچ پڑتال کی جاسکے۔ ان میں سے فلسفہ، طب اور تاریخ کی کتابیں تو واپس کردی جائیں اور باقی کو نذر آتش کیا جائے۔ چنانچہ کارڈینل خمینس کے سخت احکامات کے نتیجے میں ہزاروں عربی مخطوطات جمع ہوگئے جنہیں کارڈینل کے حکم سے غرناطہ کے بڑے میدان میں جو باب الرملہ کے قریب تھا، سر عام جلا کر راکھ کردیا گیا۴۔

اس واقعے کے بارے میں س۔پ سکاٹ کے ریمارکس ملاحظہ ہوں:

اس وحشیانہ مذہبی جوش سے جو نقصان دنیا کو پہنچا اس کا ادنی اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ غالباً دنیا بھر میں ایسا قیمتی ذخیرہ علوم و فنون کہیں نہ ہوگا۵۔

اس تباہی کے بعد پورے اندلس میں جو کچھ بچ رہا اس کا ایک حصہ بالآخر اسکوریال میں اکٹھا کیا گیا۔ مگر یہاں ایک اور مصیبت اس کی منتظر تھی۔ وہ یہ کہ ۷ جون ۱۶۷۱ء کو اسکوریال میں وسیع پیمانے پر آگ لگی جس میں بیشتر مخطوطات خاکستر ہوگئے، اور صرف دوہزار بچے۶۔

۴۔ دیکھئے راقم السطور کا ترجمہ کردہ مقالہ، فکر و نظر بابت دسمبر ۱۹۷۲ء، ص ۴۴۳۔

۵۔ س۔پ۔سکاٹ: اخبار الاندلس، اردو ترجمہ از محمد خلیل الرحمن، ط لاہور، ۱۳۴۰ھ، ج ۳ ص ۲۰۰۔

۶۔ E. Levi-Provencal : Les Manuscrits Arabes de L'Escurial. Paris, 1928 Tome III, P. IX (Introduction).

(۲)

غیر مسلم تو مسلمانوں کے علمی ورثے سے دشمنی رکھتے ہی تھے مگر یہ امر نہایت افسوسناک ہے کہ اپنوں نے بھی اسے برباد کرنے میں کوئی کمی نہ کی۔

شخصی عناد اور ذاتی دشمنی کے باعث خود مسلمانوں کے ہاتھوں ہمارے علمی ورثے کو بہت نقصان پہنچا۔ نوح بن منصور سامانی کا کتب‌خانہ بہت عظیم کتب خانہ تھا جس میں ابن سینا نے کئی سال کام کیا تھا۔ اس کا حال وہ اپنی سرگذشت میں یوں لکھتا ہے :

ذات بیوت کثیرة، و فی کل بیت صنادیق کتب منضدة بعضہا علی بعض، ففی بیت منہا کتب العربیة والشعر فی آخر الفقة. و کذلك فی کل بیت کتب علم مفرد. فطالعت فہرست کتب الاوائل و طلبت ما احتجت الیہ و رأیت من الکتب ما لم یقع اسمہ الی کثیر من الناس و لم اکن رایتہ قبل ذلك ولا رایتہ ایضاً من بعدہ۔

[ترجمہ : (اس کتب خانے) کے کئی کمرے تھے۔ ہر کمرے میں کتابوں کے صندوق رکھے تھے جن میں ایک دوسری پر کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک کمرے میں عربی زبان و ادب کے جواہر پارے تھے تو دوسرے میں فقہ کی کتابیں رکھی تھیں۔ اس طرح ہر کمرے میں ایک ایک مضمون (Subject) کی الگ الگ کتابیں تھیں۔ میں نے قدیم علوم کی کتابیں پڑھیں اور جن کتابوں کی ضرورت محسوس کی طلب کیں۔ یہاں میں نے ایسی کتابیں بھی دیکھیں جن کے نام اکثر لوگوں کو نہیں معلوم تھے۔ یہ کتابیں میں نے پہلے دیکھی تھیں اور نہ کبھی اس کے بعد۔]

---

۵ - سعید نفیسی (مقدمہ) [illegible] سرگذشت ابن سینا، چاپ تہران، ۱۳۳۱ [illegible]

اس عظیم ذخیرے کو بعض حضرات نے محض دشمنی، عناد و حسد کی بھینٹ چڑھا کر نذر آتش کردیا۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ اسے ابن سینا نے خود ہی جلایا تھا تاکہ اس سے کوئی اور فائدہ نہ اٹھا سکے[۸]۔ مگر یہ خیال بہت کمزور ہے۔

بعض اوقات حسد کی بدولت انسان میں غور و فکر کا مادہ ختم ہوجاتا ہے، اور حاسدین ہر قسم کے نقصان کو بھول کر ایسا فعل کر بیٹھتے ہیں جس سے نہ صرف خود انہیں نقصان پہنچتا ہے بلکہ اس سے پوری ملت متاثر ہوتی ہے۔ ایسے ہی حسد کی آگ میں رشیدالدین فضل‌اللہ (متوفی ۷۱۶ھ) کا کتب‌خانہ بھی جل گیا تھا۔

تبریز کے نزدیک خواجہ رشیدالدین نے ایک چھوٹا سا شہر بسایا جو دیکھتے ہی دیکھتے علم و فن کا مرکز بن گیا۔ اسے ربع رشیدی کہتے تھے۔ موصوف نے اس میں ایک مدرسہ اور اس سے ملحق کتب‌خانہ قائم کیا جو بہت عمدہ اور کتابوں کی تعداد کے لحاظ سے کافی بڑا تھا۔ ہم اس کی عظمت کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ اس میں تقریباً ایک ہزار نسخے تو صرف قرآن مجید کے تھے۔ جن میں سے بیشتر مشہور خوش نویسوں کے تحریر کردہ تھے۔ چار سو نسخے مطلا تھے۔ دس نسخے یاقوت مستعصمی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے۔ آٹھ ابن مقلہ کی قلم کے شاہکار تھے۔ علاوہ بریں چھ ہزار کتابیں مختلف علوم و فنون کی تھیں۔ کچھ لوگ رشید الدین کے جاہ و جلال اور مال و دولت کو بری نگاہ سے دیکھتے تھے۔ انہوں نے اس علاقے کے اوباش لوگوں کو ساتھ لیا اور ربع رشیدی کو نشانۂ غارت گری بنایا اور اس بے نظیر کتب

۱- رکن الدین ہمایون فرخ، کتاب و کتابخانہ ہائی شاہنشاہی ایران۔ چاپ تہران، ۱۳۴۷ شمسی، ج ۲ ص ۰۰۔

خانے کو نذر آتش کردیا۔ اس ہماہمی میں کچھ کتابیں لوٹ لی گئیں جو اطراف عالم میں پہنچ گئیں ۹۔

بعض بادشاہوں کی بعض علماء سے ناراضگی نے بھی بہت سی عمدہ کتابوں سے مسلمانوں کو محروم کردیا ہے۔ جیسے معتضد بن عباد (حکمرانی ۴۳۴ھ ۴۶۱ھ) فرمانروائے اشبیلہ نے اندلس کے معروف عالم اور شاعر ابو محمد ابن حزم کی کتابیں ناراضگی کی بنا پر جلوا دی تھیں۔ جس پر ابو محمد نے یہ شعر کہے تھے:

دعونی من احراق رق و کاغذ　　وقولوا بعلمی کی یری الناس من یدری
فان تحرقوا القرطاس لا تحرقوا الذی　　تضمنه القرطاس بل هو فی صدری۔

[ترجمہ: کاغذ (یعنی کتابوں) کے بھسم ہونے کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ کہو بلکہ میرے علم کے بارے میں کہو تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ کون جانتا ہے۔ اگرچہ انھوں نے کاغذوں (کتابوں) کو جلادیا ہے مگر اسے نہیں جلا سکے جو ان کاغذوں میں تھا بلکہ وہ تو میرے سینے میں محفوظ ہے۔]

جو کچھ سینے میں تھا وہ تو ابو محمد اپنے ساتھ لے گئے مگر جو کچھ قرطاس پر تھا وہ اس مخاصمت کی نذر ہوگیا۔

سب سے زیادہ جس چیز نے نقصان پہنچایا وہ مختلف ممالک یا علاقوں کی باہمی سیاسی چپقلش تھی۔ ایک ملک کے دوسرے پر چڑھ دوڑنے سے مغلوب ملک کی تباہی کے ساتھ علمی ورثے کی بربادی ایک اندوہناک بات ہوتی تھی۔

۹۔ عباس اقبال: تاریخ مفصل ایران۔ چاپ تہران ۱۳۱۲ شمسی ج ۱ ص ۱۰۹۔ خیرالدین الزرکلی الاعلام۔ ط ثانی ج ۵ ص ۳۰۹ رکن الدین ہمایونفرخ: کتابخانہ ہائے ایران۔ ج ۲ ص ۹۳۔

شاپور بن آردشیر نے ۴۴۷ھ سے قبل بغداد کے محلہ کرخ میں ایک نفیس کتب خانہ قائم کیا جس میں دس ہزار کتابیں جمع ہوگئی تھیں۔ یہ قیمتی سرمایہ عین اس وقت نذرآتش ہوا جب تغرل سلجوقی نے بغداد پر سن ۴۵۰ھ میں حملہ کیا۔ اس آگ میں کتب‌خانہ کے علاوہ کافی قیمتی سامان اور انسانی جانیں بھی ضائع ہوئیں مگر اس کتب خانے کے ضیاع سے یہ ملت اپنے اس علمی ورثے سے محروم ہوگئی۱۱۔

اتابکی لشکریوں نے سن ۴۴۸ھ سے ۴۵۱ھ تک جو تباہی مچائی اور عراق وغیرہ میں کتب خانے لوٹے اس کا مختصر سا ذکر محمد بن علی بن سلیمان راوندی نے کیا ہے:

لوگوں نے مدارس اور دورالکتب کی وقف کتابوں کو غارت کردیا۔ دیکھا گیا کہ ان کتابوں سے کچھ ہمدان کے نقاشوں کے ہاں فروخت کی گئیں، اس حالت میں کہ ان پر سے وقف کے نشانات کھرچ دئے گئے اور ان کی جگہوں پر لوگوں نے اپنے القاب لکھے اور کتابیں ایک دوسرے کو تحفۃً دے دیں۱۲۔

قدیم ایران کا شہر ساوہ بہت بڑا علمی مرکز رہا ہے۔ یہاں پر شافعی مذہب رائج تھا۔ اس مردم خیز مقام سے علم حدیث اور علم کلام کے کئی ماہرین پیدا ہوئے۔ اس میں کئی مساجد، مدرسے اور کتب خانے قائم کئے گئے۔ اسی طرح شافعی حضرات نے بھی ایک بڑا اور عمدہ کتب‌خانہ قائم کر رکھا تھا، جو گردونواح میں کافی مشہور تھا۔ منگولوں کے حملہ کے بعد ساوہ کے مدرسے اور مساجد ویران ہوگئیں۔ کتب‌خانے نذرآتش کردئے گئے۔ یاقوت حموی کا [illegible]

۱۱۔ رکن‌الدین ہمایونفرخ: [illegible]

۱۲۔ [illegible]

و کان بها دارکتب لم یکن فی الدنیا اعظم منها بلغنی انهم احرقوها۱۳
[ترجمہ : یہاں ایک کتب‌خانہ تھا جس کے مقابلے کا کتب‌خانہ دنیا بھر میں نہ تھا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ انھوں (منگولوں) نے اسے جلادیا۔]

اصفہان کے معروف شاعر شیخ محمد علی حزین کے والد نے ایک اچھا سا کتب خانہ قائم کیا جو مرجع خلائق تھا۔ جب محمود افغان نے اصفہان پر حملہ کیا تو اس حملہ میں یہ کتب خانہ برباد کردیا گیا۔ اس تباہی کے بارے میں شاعر موصوف انتہائی افسوس کے ساتھ تحریر کرتے ھیں :

درآں سال (۱۱۳۵ھ) سانحۂ اصفہان روی داد و کتابخانۂ فقیر و آنچه بود بغارت رفت. ومرا برتلف شدن آن نسخه‌ها تاسف است. چه اگر انجام می یافت و بنظر افاضل جهان میرسید آنرا لایق ذخیرۂ خزائن سلاطین قدرشناس می یافتندم۱۴ -

[ترجمہ : اس سال (۱۱۳۵ھ) اصفہان پر تباھی آئی۔ میرا کتب خانہ اور جو کچھ کہ اس میں تھا غارت ھوگیا۔ ان نسخوں کے ضیاع پر مجھے افسوس ہے۔ اگر کتب‌خانہ اب تک موجود ھوتا اور فضلاء کی نظر سے گزرتا تو وہ اسے قدرشناس سلاطین کے ذخیرۂ کتب کی طرح پاتے۔]

معلوم ھوتا ہے کہ اس کتب خانہ میں بہت نادر اور عمدہ کتابیں تھیں جن کے ضیاع پر حزین نے آنسو بہائے ھیں۔

حکومتوں کے زوال، ان کی تباھی اور بربادی کے موقعہ پر جہاں اهل علم کا طبقہ ختم ھوتا تھا یا کیا جاتا تھا وھاں علمی مراکز بھی برباد ھوتے تھے۔

---

۱۳ - رکن‌الدین ھمایونفرخ : کتاب و کتابخانہ ھائی شاھنشاھی ایران، ج ۲ ص ۳۴، یاقوت حموی : معجم البلدان : ساوہ۔

۱۴ - شیخ محمد علی حزین : کلیات حزین (تاریخ احوال)، ط بمبئی، ۱۳۲۲ھ۔ ص ۳۲ -

سلجوقیوں کی حکومت جب ختم ہوئی تو عراق میں علمی مراکز، علماء اور علمی جواہر پاروں کی تباہی وسیع پیمانے پر ہوئی - اس افسوسناک واقعے کی طرف محمد بن علی بن سلیمان راوندی یوں اشارہ کرتا ہے :

در شهور سنة ثمان و تسعین و خمس مأية (۵۹۸ھ) در حمله عراق کتب علمی و اخبار و قرآن بر ترازو می کشیدند، و یک من به نیم دانگ می فروختند - و قلم ظلم و مصادرات بر علماء و مدارس و مساجد نهادند - و همچون از جهودان سرگزیت ستانند، و در مدارس از علماء زر می خواستند لاجرم ملک سرنگون شد ۱۵ -

[ترجمه : سن ۵۹۸ھ میں عراق پر حملے کے دوران انھوں نے کتابوں کو ایک من بعوض ایک دانگ (ایک سکه) بیچا - علماء، مدارس اور مساجد پر ظلم ڈھائے اور جرمانے کئے - اسی طرح یہودیوں سے جزیہ وصول کیا - مدارس میں علماء سے بھاری رقمیں طلب کیں - بلاشبه حکومت کو زوال آگیا -]

سلطان محمود غزنوی (متوفی ۴۲۱ھ) کا کتب خانه کوئی معمولی کتب خانه نه تھا - اس کے بنانے میں عراق، خراسان اور ہندوستان کے علماء نے حصه لیا تھا - علاوہ بریں خود سلطان کے ہاں سیکڑوں علماء تعلیم و تعلم اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے - اس طرح کتب خانه میں روز افزوں اضافه ہوتا رہتا - سلطان محمود نے اس میں کتابیں نہایت شوق و ذوق سے نه صرف جمع کیں بلکه ان کی کما حقه حفاظت بھی کی - مگر اس کی وفات کے بعد اس کتب خانے کی حفاظت پہلے کی طرح نه ہوسکی اور سلطان مسعود (حکمرانی ۴۲۱ھ-۴۳۲ھ) کے سلجوقیوں سے شکست کھانے پر یه کتب خانه غارت ہوگیا ۱۶ -

۱۵ - محمد بن علی بن سلیمان راوندی : راحة الصدور و آیات السرور، ص ۳۳ -

۱۶ - رکن الدین همایونفرخ : کتاب و کتابخانه هائی شاهنشاهی ایران، ج ۲ ص ۱۸ -

ابھی کل کی بات ہے کہ شریف حسین (گورنر مکہ) کے دور حکومت (۱۹۱۶ء-۱۹۲۴ء) میں جب عرب کی حالت متزلزل نظر آئی تو ترکوں نے حجرہ مطہرہ میں جو یادگار تحفے اور شہر مدینہ کے کتب خانوں میں جو نادر کتب تھیں انھیں جمع کرکے شام منتقل کردیا۔ اتفاق سے شام بھی ہاتھ سے نکلنے لگا تو ان یادگاروں اور نادر کتابوں میں سے زیادہ قیمتی نوادرات کو چھانٹ کر قسطنطنیہ بھجوادیا اور باقی کو وہیں رہنے دیا۔ سوءاتفاق سے اسی اثناء میں دمشق میں سیلاب آیا جس کا اثر اس مکان تک پہنچا جس میں یہ کتابیں وغیرہ پڑی تھیں۔ چنانچہ وہ تمام کتابیں ضائع ہوگئیں۔ اس طرح مدینہ کے کئی کتب خانے برباد ہوگئے۔ مگر سب سے زیادہ نقصان کتب‌خانۂ سیدنا عثمان کو پہنچا[۱۷]۔

مذہبی تبدیلی، اتقاء و پرہیزگاری اور ترک دنیا نے بھی بہت سے علمی جواہر پارے برباد کئے۔ کچھ علماء نے اپنی زندگی کے ابتدائی حصے کی کتابیں صرف اس لئے جلادیں کہ وہ دور ان کی نظر میں جہالت کا دور تھا یا اس عہد کو وہ گمراہی پر محمول کرتے تھے۔ یہی حال ترک دنیا اور پرہیزگاری کا رہا ہے۔ بعض علماء کا دل آخری عمر میں جب اس دنیا سے اچاٹ ہوگیا تو انھوں نے کتابوں سے بھرے ہوئے گھر جلا کر راکھ کردئیے۔ بعض نے اپنی کتابیں دریا برد کردیں۔ اور بعض نے تو کتابوں کے ساتھ عجیب و غریب سلوک کیا کہ انھیں پہاڑوں کی کھوھوں میں بند کردیا تاکہ ان سے کوئی استفادہ نہ کرسکے۔

مذہبی انتہا پسندی اور بے اعتدالی ان سب پر سبقت لے گئی۔ فرقہ‌وارانہ تعصب اور مذہبی تنگ نظری نے مخالف فرقوں اور مذہبوں کے علمی سرمائے کو بری طرح ملیا میٹ کیا ہے۔

۱۷۔ معارف (ماھنامہ اعظم گڑھ) اکتوبر ۱۹۲۶ء ج ۱۸ ش ۴ ص ۲۵۸۔

شہر ری میں صاحب بن عباد نے ایک عمدہ کتب خانہ قائم کیا تھا جسے بعد میں وقف عام کردیا گیا اور جو عرصہ تک ارباب علم و دانش کا مرجع بنا رہا ۔ مگر جب ۴۲۱ھ میں محمود بن سبکتگین نے ری پر حملہ کیا ۔ تو اسے جلا دیا گیا ۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس کتب خانہ میں روافض اور اہل بدعت کی کتابیں تھیں جن سے سلطان محمود کو سخت کد تھی ۔ اس کتب خانہ کی تباہی کے بارے میں ابوالحسن بیہقی بتاتے ہیں :۔

بیت الکتب الذی بالری دلیل علی ذلك بعد ما احرقه السلطان محمود بن سبکتگین ، فانی طالعت هذا البیت فوجدت فهرسة تلك الکتب عشر مجلدات . فان السلطان محمودا لما ورد الی الری، قیل له : ان هذه الکتب کتب الروافض و اهل البدع، فاستخرج منها کلما کان فی علم الکلام و امر بحرقه۱۸ ۔

[ترجمہ : ری میں جو کتب خانہ ہے اس پر اس آگ کے نشانات ابھی باقی ہیں جو سلطان محمود سبکتگین نے لگوائی تھی ۔میں نے اس کتب خانے میں مطالعہ کیا ہے ۔ اس کی فہرست دس جلدوں پر مشتمل تھی ۔ جب سلطان محمود ری آیا تو اس سے کہا گیا کہ اس میں روافض اور اہل بدعة کی کتابیں ہیں ۔ اس نے اس سے علم کلام کی کتابیں نکال لیں اور باقی کو جلانے کا حکم دے دیا ۔]

حسن بن صباح نے مختلف مذاہب و ملل اور ان کے عقائد و فرق پر کتابیں جمع کررکھی تھیں ۔ نصیر الدین طوسی نے بھی چند سال اس کتب خانے میں کام کیا تھا ۔ اسماعیلیوں اور باطنیوں کے بارے میں بہت سا لٹریچر یہاں موجود تھا ۔ ہلاکو خاں نے قلعہ ''الموت،، پر سن ۶۵۴ھ میں قبضہ کیا تو اس نے اس کی ہر شے تاراج کرنے کا حکم دیا ۔ اس میں یہ کتب خانہ

---

۱۸ ۔ یاقوت حموی : معجم الادباء، ط مکتبه عیسی البابی الحلبی و شرکاه بالقاهرة، ۱۳۵۵ھ، ج ٦ ص ۲۵۹ ۔

بھی تھا ۔ ھلاکو خاں کے وزیر عطاملک جوینی نے، جو اس ھنگامے میں موجود تھا، اس کتب خانے سے چند خالص مذھبی کتابیں لے کر ھلاکو خان کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا کہ : اس میں صرف قرآن و دیگر اسلامی کتابیں ھیں ، جن کے جلانے سے زندقه اور کفر کی بیخ کنی نہ ھوگی۔ یہ بات ھلاکو خان کی سمجھ میں آگئی اور اس کے حکم سے عطاملک جوینی، نصیرالدین طوسی اور چند دیگر علماء کی ایک کمیٹی مقرر ھوئی جس نے چند ماہ کی محنت کے بعد اس کتب خانے سے تاریخ، ریاضی، فلسفه اور ان سے متعلق کتابیں تو چھانٹ کر الگ کرلیں اور باقی کو نذر آتش کردیا۱۹ ۔

قطع نظر اس سے کہ اس قسم کے کتب خانوں کے جلانے سے کسی کو کیا ملا ۔ کونسا سیاسی فائدہ، مذھبی سکون، یا روحانی اطمینان حاصل ھوا، ھمارے نزدیک یہ امر انتہائی افسوسناک ھے کیونکه ایک بڑے قیمتی سرمایہ سے دنیا محروم ھوگئی ۔

اندلس میں الحکم ثانی (۳۰۲ھ-۳٦٦ھ) کے کتب خانے کی عظمت کے بارے میں میں کچھ نہیں بتانا چاھتا کیونکہ سبھی حضرات اس سے واقف ھیں ۔ اس کتب خانے کی تفصیل المقری نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''نفح الطیب،، میں دی ھے۔ ۲۰ ۔ الحکم کے بعد مطلق العنان فرمانروا ابو عامر المنصور (۳٦۸ھ-۳۹۳ھ) نے دیکھا کہ قدیم علوم کی جگہ جدید علوم لیتے جا رھے ھیں اور اس طرح قدامت پسند علماء ناراض ھو رھے ھیں تو اس نے اس کتب خانے کے ایک حصه کو جو جدید علوم کا منبع تھا جلوا دیا، اور محض اس لئے جلوا دیا کہ اس طرح وہ قدامت پرستوں کی حمایت حاصل کرنا چاھتا تھا۲۱ ۔ اس کتب

---

۱۹ - رکن الدین همایونفرخ : کتاب و کتابخانه هائی شاهنشاهی ایران، ج ۲ ص ۱۷ -
Encyclopaedia of Islam (old edn.) art. Hasan b. Sabbah.

۲۰ - دیکھئے ج ۱ ص ۳٤۹-۳٥۱ -

۲۱ - The Muslim World (Hartford Foundation). Vol. LXII, P. 100 (April, 1972).

نے بر طور بھی کئی مصیبتیں آئیں - سن ۴۰۲ھ تا ۴۲۳ھ کے عرصہ میں طبہ کی خانہ جنگی اور بربروں کے قرطبہ میں داخلے کے سبب یہ کتب خانہ ی طرح متاثر ہوا۔ نتیجے کے طور پر اس کی کچھ کتابیں تمام اندلس اور ریقہ میں پھیل گئیں ۲۲۔

ابتداء میں اندلس میں شافعی مذہب کی طرف وہاں کے علماء اور عوام نافی مائل تھے۔ مگر بعد میں اس کی جگہ مالکی مذہب نے لے لی۔ پھر ایک رقت ایسا آیا کہ مذہبی تنگ نظری کے تحت ایک فرمانروا کے حکم سے اندلس اور شمالی افریقہ میں امام شافعی کی مہام کتاب الام اور شافعی مذہب کی دیگر کتابیں جبراً ہر شہر میں اکھٹی کی گئیں اور پھر انہیں جلوا دیا گیا۔

(۳)

یہ اسباب ایسے تھے جن میں خود حضرت انسان کا ارادی عمل شامل تھا۔ کہیں سیاسی وجوہ تھیں، کہیں دینی تعصب اور کہیں اتقاء و ترک دنیا۔ مگر اب ہم ایسے واقعات کا ذکر کر رہے ہیں جن میں جہالت اور نادانی کا عمل دخل ہے۔ یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ بسااوقات ناخلف اولاد والدین کے علمی سرمایے کو اپنی جہالت کی بنا پر ردی میں فروخت کر ڈالتی ہے، اس سرمایہ کی قدر نہ جاننے کے سبب دریا برد کردیتی ہے۔ یا نا سمجھی کے باعث اسے دفن کر دیتی ہے۔

زین الدین عمر بن سہلان ساوجی، ایران کے حکماء میں سے تھے۔ ان کا اپنا خط بہت عمدہ تھا۔ ان کے ذوق علمی نے ایک کتب خانے کے قیام پر مجبور کیا، جو بعد میں وقف عام کردیا گیا۔ اصحاب علم و دانش اس ذخیرے سے استفادے کے لئے نزدیک و دور سے آیا کرتے تھے۔ مگر جب ۵۴۰ھ میں

۲۲- ایضاً۔

ان کا انتقال ہوا تو علاقے کے ناسمجھ اور جاہل لوگوں نے اس عظیم ذخیرے کو نذرآتش کر دیا۔ ۲۳

نجف اشرف میں بعض لوگوں کے ہاں جہالت کے باعث کتابیں بوسیدہ زمین پر پڑی رہیں حتی کہ انہیں مٹی کھا گئی۔ بعد میں ان کے ملبے کو نجف کے کنوؤں اور نہروں میں پھینک دیا گیا۔ ۲۴

بعض دفعہ غفلت سے اس قدر نقصان پہنچ جاتا ہے جس کی تلافی صدیوں تک ممکن نہیں ہوتی۔ دمشق میں ایک مرتبہ آگ لگی جو تین دن تک جلتی رہی۔ اس میں شہر کا بہت سا حصہ جل گیا۔ اسی میں سوق الکتبیین بھی تھا۔ اس بازار میں ایک صاحب شمس الدین ابراہیم الجزری کی دوکان میں چھوٹے چھوٹے رسالوں کے علاوہ پندرہ ہزار کتابیں آگ میں بھسم ہوگئیں۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ سارے بازار میں کس قدر علمی جواہر پارے جل کر راکھ ہوئے ہوں گے۔ اس آتشزدگی کا سبب کوئی سیاسی مخالفت یا دینی مخاصمت نہ تھی بلکہ محض ایک آدمی کی غفلت تھی، جس نے ایک کپڑا دھو کر لٹکایا اور اس کو سکھانے کے لئے نیچے کوئلوں کی انگیٹھی رکھ دی۔ وہ آگ پہلے اس کپڑے کو لگی پھر آن کی آن میں سارا گھر آگ کی لپیٹ میں آگیا اور آخر کار شہر کا ایک بڑا حصہ جل کر راکھ ہوگیا۔ ۲۵

اصفہان کے مدرسہ چہارباغ میں ایک عمدہ کتب خانہ تھا، جسے افغانوں کے قبضے کے بعد اسی مدرسہ کے ایک مدرس نے اپنے گھر منتقل کر لیا تھا۔

---

۲۳ - رکن الدین ہمایونفرخ : کتب و کتابخانہ ہائی شاہنشاہی ایران، ج ۲ ص ۳۲۲ - خیر الدین الزرکلی: الاعلام، ج ۵ ص ۲۰۶ -

۲۴ - جعفر بن الشیخ باقر آل محبوبہ النجفی : ماضی النجف و حاضرہا ... ۲۵۴

[illegible]

۲۵ - [illegible] وا

پر کی چھت گر پڑی اور کتب خانہ اس کے نیچے دب گیا۔ آٹھ نو سال تک اسے کسی نے نہ نکالا۔ آخرکار ان کتابوں کو مٹی کھا گئی ۲۶-

حال ہی کی بات ہے نجف اشرف میں شیخ لعمۃ الطریحی ایک صاحب علم و فضل بزرگ تھے ان کے گھر میں پرانے علمی نسخوں کے انبار پڑے تھے، جن کا وزن کوئی تین اونٹوں کے بوجھ کے برابر تھا۔ یہ ڈھیر غفلت کی وجہ سے غیر محفوظ جگہ پڑا رہا۔ بارش نے اسے برباد کرڈالا۔ بالاخر اس کو نجف کی نہروں میں پھینک دیا گیا ۲۷-

ہم نے ابھی ان بربادیوں کا ذکر نہیں کیا جن میں پورے کے پورے کتب خانے غفلت و سستی کی بدولت دیمک چاٹ گئی یا کتابوں کے دشمن کیڑے کھا گئے۔

یہ مختصر واقعات جو علمی ورثے کی بربادی کے سلسلہ میں اوپر بیان کئے گئے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ خزانے صرف انہی مواقع پر تباہ ہوئے۔ بلکہ یہ تو مشتے از خروارے ہے۔ بہت سے واقعات ہماری نظر سے نہیں گزرے۔ اور یہ ان واقعات میں سے چند ہیں جو عام مطالعہ کے دوران ہمیں مل گئے۔ اگر تلاش و جستجو کی جائے تو اور بہت سا مواد مل جائے گا۔ ایسے واقعات و حوادث کہیں زیادہ ہیں جو احاطۂ تحریر میں نہیں آسکے۔

علمی ورثے کی بربادی کا اندازہ آپ اس طرح لگا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے لٹریچر کی جو ناقص سی کتابیات موجود ہیں ان میں تقریباً اسی فیصد کتابیں ایسی ہیں جو اب دنیا سے ناپید ہو چکی ہیں۔ فہرست ابن ندیم، ابوخیر الاشبیلی کی فہرست [illegible] مفتاح السعادہ کشف الظنون اور ایضاح المکنون جیسی کتابیں [illegible] کہ مسلمانوں کا [illegible] کیسی

زیادہ تھا۔ بربادی کے باوجود اس وقت دنیا میں مسلمانوں کی کتابیں کچھ کم نہیں۔ یورپ کے کتب خانوں میں محفوظ عربی، فارسی یا مسلمانوں کی دیگر زبانوں کے مخطوطات کی فہرستیں ابھی تک مکمل نہیں ہو سکیں۔ کئی مسلم ممالک ایسے ہیں جہاں مخطوطات پڑے ہیں مگر علماء کو ان کے عنوانات تک کا علم نہیں ہے۔ اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کا کل علمی سرمایہ کس قدر وسیع تھا اور اب بھی کتنا وسیع ہے۔

اس موضوع کے چھیڑنے کا مقصد یہ تھا کہ ان گذشتہ واقعات و حوادث سے عبرت حاصل کی جائے اور آیندہ کے لئے حتی الامکان کوشش کی جائے کہ اس بچے کھچے سرمایہ کو مزید تباہ نہ ہونے دیا جائے۔

۶ ۶ ۶ ۶